تفسیر امام ابو منصور ماتریدی

امام الہدیٰ ابو منصور محمد بن محمد بن محمود حنفی ماتریدی سمرقندی (المتوفی ۳۳۳ / ۹۴۴) اہل السنہ والجماعۃ کے سرخیل اور علم عقائد میں امام ابوالحسن اشعری (المتوفی سن ۹۴۱ / ۳۳۰) کے شریک کار اور متکلمین احناف کے پیش رو اور امام سمجھے جاتے ہیں۔ ایران و ممالک عربیہ میں جو حیثیت امام ابو الحسن اشعری کو حاصل تھی ، ماوراءالنہر اور پورب کے ممالک میں وہی حیثیت امام ماتریدی کو حاصل تھی . اور عقائد میں دوسرے فرق اسلامیہ کے مقابلے میں جمہور اہل اسلام انہی دونوں اماموں کے قرآن و احادیث سے استنباط کئے ہوئے عقائد کے حامل ہیں۔ جس طرح عبادات کے ادا کرنے کے ظاہری طریقوں میں کچھ جزئیات کی وجہ سے لوگ چار مذاہب ، حنفی ، شافعی ، مالکی اور حنبلی کے مطابق عمل پیرا ہیں ، اسی طرح خدا کی ذات اور صفات، انسانی اعمال ، نبوت و امامت وغیرہ جیسے مسائل کی جزئیات میں مختلف عقیدہ رکھنے کے لحاظ سے لوگ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ معتزلہ نے صفات خداوندی کا انکار کیا اور ساری صفات کو کرشمۂ ذات سمجھا ۔ شیعوں نے امامت کو نبوت کے بعد لازوال حیثیت دیدی ۔ غرض مختلف نظریوں اور عقائد میں لوگ افراط و تفریط اور غلو کے مرتکب ہوئے اور شیعہ ، خوارج ، جمہور اہل سنت ، معتزلہ، جہمیہ ، مجسمہ اور مرجئہ وغیرہ فرقوں میں بٹ گئے ۔ ہر فرقہ اپنے دلائل قرآن پاک اور احادیث نبوی سے اخذ کرنے میں کوشاں رہا ،

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

جادۂ مستقیم پر چلنے کے لیے قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری تھا ، اور ان کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے کتاب اللہ کو سمجھنا سب پر مقدم سمجھا گیا ، شروع اسلام میں قرآن حکیم کے معانی صحابۂ کرام کی روایتوں تک محدود رہے ، غیر عرب جب دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تو نحویوں نے لغت اور زبان کے قواعد کے مطابق قرآن کے معانی کی تشریح کی ۔ اور دوسری تیسری صدی هجری میں هر بڑا نحوی معانی القرآن کی تالیف و تدوین میں منہمک نظر آتا ھے ۔ فراء اور زجاج کے معانی القرآن همارے هاتھوں میں هیں ، لغت و روایت پر مبنی حضرت ابن عباس اور دوسرے صحابہ کی روایتیں آج تک محفوظ هیں ، تفسیر ابن عباس ، تفسیر مجاهد، تفسیر ثوری وغیره شواهد موجود هیں ، اور یہ کہنا صداقت سے بعید نہیں معلوم هوتا کہ تاریخ اسلام کی اولین دو صدیوں کی تفسیری روایات وتحریرات کا معتدبہ حصہ امام ابو جعفرطبری (المتوفی سن ۳۱۰/۹۲۳) کی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن میں محفوظ ھے ، اور اگرچہ بعد کے مفسرین نے اس مشہور زمانہ تفسیری دائرۂ معارف سے بڑی حد تک خوشہ چینی کی ھے ، مگر بہت سی تفسیروں کی امتیازی خصوصیات نے ان کو بقاء دوام بخشا ، ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر زمخشری (المتوفی سن ۵۳۸ / ۱۱۴۴) کی الکشاف عن حقائق التنزیل ، قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی (المتوفی سن ۶۸۵ /۱۲۸۲ء) کی أنوار التنزیل واسرار التاویل اور تفسیر ابن کثیر وغیره کو جو مقبولیت حاصل هوئی وه محتاج بیان نہیں ،

طبری کے معاصر امام ماتریدی کی شہرت علم کلام کی تاریخ میں اگرچہ محتاج بیان نہیں ۔ لیکن ان کے قلمی کارنامے آج تک ناپید رھے ، ان کی معرکۃ الاراء تفسیر جس کا نام "تاویلات اهل السنۃ" ھے ، ابتک لوگوں کی دسترس سے باهر ھے ۔ کتاب التوحید ، کتاب المقالات ، کتاب رد اوائل الادلہ للکعبی اور کتاب بیان وهم المعتزلہ انکی دوسری تالیفات هیں، جنکا ذکر صرف فهارس کتب میں ملتا ھے ،

ان کا ذکر مختصر طور پر حسب ذیل کتابوں میں ملتا ہے:

(۱) الفوائد البهیه ص ۱۹۵ - مفتاح السعادة ج ۲ ص ۲۱ ، الجواهر المضیئه ج ۲ ص ۱۳۰ ، فهرس المؤلفین ص ۲٦٤ ، کشف الظنون ص ۳۳۵ ، اور بروکلمن ج ۱ ص ۲۰۹ (۱۹۵) ضمیمه ج ۱ ص ۳۴٦ ،

یه حقیقت ہے که امام ابو حنیفه رح کے رسائل جنهیں انهوں نے وقتاً فوقتاً اپنے تلامذه کو املا کرایا مثلاً الفقه الاکبر ، الرساله ، الفقه الابسط اور کتاب العالم والوصیه ان کی روایت بیسیوں علماء نےکی اور ان روایتوں کے مطابق لوگوں نے اپنے اپنے معتقدات کو درست کیا۔ امام ابو منصور ماتریدی نے اپنی سند سے ان رسائل کی روایت کی ہے ، اور اهل سنت کے اعتقادات کی شرح میں ان سے کام لیا ہے۔ اگرچه بعض معتزله نے امام صاحب کی طرف ان رسائل کی نسبت سے انکار کیا ہے ، مگر کبارعلماء کی اجماعی تصدیق معتزله کے خلاف ثابت ہے ، اور بالاتفاق ان کی نسبت کی صحت پر سہر تصدیق ثبت ہے - غرض خلیفۂ مامون الرشید کے عہد کی جابرانه کاوشوں سے اهل اعتزال کا دامن پاک نہیں کیا جاسکتا - یه حقیقت ہے که اهل اعتزال نے اپنے معتقدات کے قبول کرنے پر لوگوں کو مجبورکرنے کی بے جا کوشش کی۔ ان کے مظالم اور جبر و تشدد کا جواب اهل السنه والجماعه نے جس طرح دیا وه بهی تاریخی حقیقت ہے - علمی اور تنقیدی جوابات کتب کلامیه میں بالتفصیل درج هیں ، البته انیسویں صدی میں جب معتزله کی تاریخ لکھی جانے لگی تو غیر مسلم مستشرقین نے معتزله کی دانش پسندی کا حد سے زیاده چرچا کیا ، اور انکی مظلومیت کی شهادتیں نمایاں طور پر پیش کرنے لگے ، اور اس بات پر تاسف کا برابر اظهار کیا جاتا رها که معتزله کی کتابیں ساری برباد کردیگئیں ، اور اب انکی آراء جو کچھ محفوظ هیں وه اکثر و بیشتر اشاعره اور اهل السنه والجماعه کی تالیفات میں مدفون هیں، صرف لے دے کر کتاب الانتصار اور طبقات المعتزله دست برد زمانه سے بچگئی هیں۔

بہر حال بیسویں صدی میں قاضی عبدالجبار معتزلی کی أمالی ، فتاوی ، نیز احادیث کی شرحین طبع ہوکر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں ۔ کچھ مخطوطات کی شکل میں دریافت ہو چکی ہیں ۔ یہ کتابیں علامۂ زمخشری کی مشہور تفسیر الکشاف کے علاہ ہیں، جس میں علامہ نے جابجا حسب موقعہ اپنے معتقدات کی تشریح کی ہے ، جیسا کہ قبل اشارہ کیا جاچکا ہے ، یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ الفقہ الاکبر میں قدریہ (جو بعد میں معتزلہ کہلائے) کا رد لکھا ، اسلئے امام صاحب کیطرف اس کتاب کی نسبت کو مشتبہ قرار دینے کی ہر طرح کوشش کی گئی ، لیکن اہل حق علماء نے اس بات کی تصریح کردی کہ یہ کتاب خود امام صاحب کی املا کی ہوئی ہے ، اصول الدین (ص۳۰۸) میں امام عبدالقاہر بغدادی شافعی لکھتے ہیں :

" و اول متکلمیهم من الفقهاء و ارباب المذاهب ابو حنیفۃ والشافعی ، فان اباحنیفۃ له کتاب فی الرد علی القدریۃ ، سماه " الفقه الاکبر" ، وله رسالۃ املاها فی نصرة قول اهل السنۃ : ان الاستطاعۃ مع الفعل" الخ ۔ " فقہاء اور ارباب مذاہب کے متکلمین میں سب کے پیشرو ابو حنیفہ اور شافعی ہیں ، قدریہ کے رد میں ابو حنیفہ کی ایک کتاب ہے جسکا نام ' الفقہ الاکبر' ہے ، انکا ایک اور رسالہ ہے جس کو اہل سنت کے قول کی تائید میں املا کیا ، کہ استطاعت فعل کے ساتھ پائی جاتی ہے" الخ ،

اسی طرح امام ابو المظفر اسفرائینی شافعی اپنی کتاب التبصیر (ص۱۱۳) میں امام صاحب کے سارے رسائل کا بالتفصیل ذکر کرتے ہیں ،

امام ابو منصور ماتریدی جو امام الہدیٰ کے لقب سے مشہور ہیں امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے عقاید کی تفصیل بڑی وضاحت کے ساتھ عقل و نقل کی روشنی میں بیان کرتے ہیں ، انہوں نے کسی نئے عقیدے کی ایجاد نہیں کی

اور انہی عقاید کا تجزیہ اور تثبیت کی جنکو امام ابو جعفر طحاوی نے اپنے رسالۂ عقیدہ میں بیان کیا ھے ، اس رسالے کے نام سے اس کا مضمون واضح ھے ، ''بیان عقیدة فقهاء الملة" : ابی حنیفه" و ابی یوسف و محمد بن الحسن ، رحمهم الله ،، ۔ اس رسالے میں حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ مسائل ، صحابۂ کرام اور تابعین کے مسلک وغیرہ بیان کئے گئے ھیں جو اھل سنت کے عقائد سمجھے جاتے ھیں ، معتزلہ کے خلاف امام ابو الحسن اشعری نے اھل سنت کے عقاید کو بالتفصیل بیان کیا، جنکی اشاعت زیادہ تر ایران و ممالک عربیہ میں ھوئی ، اور ماوراء النہر میں امام ابو منصور ماتریدی کی تشریحات عام طور پر مقبول ھوئیں۔

امام اشعری اور امام ماتریدی کے عقاید اصول میں متفق ھیں ، صرف پچاس جزوی مسائل میں بظاھر معنوی اختلاف معلوم ھوتا ھے ، اور یہ اختلاف اسقدر خفیف ھے کہ کسی فساد کا شائبہ نہیں ، اور یہ دونوں کے یہاں موجب فساد نہیں سمجھے جاتے ھیں ، ان مسائل کا تفصیلی جائزہ علامہ کمال الدین احمد البیاضی الحنفی (گیارھویں صدی ھجری کے ایک مشہور عالم) کی اشارات المرام من عبارات الامام (تحقیق یوسف عبدالرزاق ، مطبعہ" مصطفی البابی الحلبی مصر) اور علامہ الحسن بن عبدالمحسن المشهور بابی عذبہ" کے رسالہ الروضہ" البهیہ" فیمابین الاشاعرة والماتریدیہ" (مطبعہ" مجلس دائرة المعارف النظامیہ" حیدرآباد ۔ دکن ۱۳۲۲ ھ) میں موجود ھے۔ اور یہ دونوں کتابیں عام طور پر دستیاب ھیں ، اسلئے صرف ایک مثال کی وضاحت پر اکتفا کیا جاتا ھے : ایمان کے اظہار میں استثناء استعمال کیا جائے یا نہیں ، اس باب میں لوگوں کی رائیں مختلف تھیں اھل حدیث اور امام ابوالحسن اشعری کی رائے میں استثناء استعمال کیا جائے ، اور ایمان دارکو کہنا چاھیئے: انا مؤمن ان شاء الله (ان شاء الله میں مؤمن ھوں)۔ امام ابو حنیفہ اور جمہور اھل سنت کے یہاں استثناء کے ذکر کی ضرورت نہیں، ایک مؤمن کہہ سکتا ھے: انا مؤمن حقاً (میں حقاً اور یقیناً مؤمن ھوں) ۔ تائید میں الله

تعالیٰ کا قول : اولئك هم‌المؤمنون حقا ، (وہ لوگ حقاً ایمان دار ہیں) ہے، اسی طرح حضرت حارثہ والی حدیث ہے جس میں نبی صلی‌اللہ‌علیہ وسلم نے حارثہ سے پوچھا ، کیف اصبحت ، (تم نے صبح کسطرح کی). انہوں نے جواب دیا : اصبحت مومنا حقا (میں نے صبح کی حقاً مومن کی حیثیت سے). حضور صلی‌اللہ‌علیہ‌وسلم نے جواب کو نا پسند نہیں کیا ۔ اہل حدیث اور اشاعرہ کے خیال میں کسی شخص کا ' حقا ، کہنا در حقیقت غیب پر حکم لگانا ہے جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے سزاوار نہیں ، کیونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ عنداللہ ایمان کا دعویدار واقع میں مومن ہے ، یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص 'انامومن حقا، کہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کفر کی حالت میں مرے ، اسلئے اللہ کے علم کے خلاف دعویٰ کرنا درست نہیں ، پس إن شاءاللہ کی قید ان کے نزدیک مستحسن ہے ،

تاویلات اهل السنۃ

امام الہدیٰ ابو منصور ماتریدی کی تفسیر میں آیات قرآنی اور آثار نبوی کی روشنی میں فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ، اور الفاظ عربیہ نیز لغوی اصطلاحات کے معانی کی تعیین خود قرآن حکیم کے الفاظ اور عربوں کے استعمال کے مطابق عمل میں آئی ہے ، فقہی مسائل میں وہ مسائل بھی آجاتے ہیں جنکا تعلق عقیدہ سے سمجھا جاتا ہے ۔ در حقیقت فرائض واجبات وسنن کی ادائیگی کا دار و مدار ایمان و عقیدے کی درستگی نیز پختگی پر ہے ، اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل اعتقادیہ کو ' فقہ اکبر ، کہا ہے ۔ اس تفسیر سے پیشتر ایسی کوئی تفسیر نہیں ملتی جس میں خاص طور پر احکام شرعیہ کے اسباب و علل کا جایزہ فقیہانہ اور حکیمانہ انداز میں لیا گیا ہو ، سورۂ فاتحہ کی تفسیر قارئین کے سامنے ہے ۔ تفسیر طبری میں ان سارے آثار و روایات کو بیان کردیا گیا ہے جو اس سورہ کے الفاظ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور مختلف اسناد کے ساتھ مجامیع حدیث میں موجود ہیں ۔ آحر میں اس سورہ کی آیات کی خدائی تقسیم والی حدیث بیان کی گئی ہے ، اس حدیث کا ذکر امام ماتریدی

نے کئی بار کیا ھے ، اور یھی ایک مضمون ھے جو دونوں کی تفسیروں میں مشترک ھے،

امام ماتریدی نے اخفاء بسم اللہ کی وجہ حکیمانہ طور پر آثار نبوی کی روشنی میں بیان کی ھے ، ساتھ ھی حمد باری تعالیٰ کے ساتھ کتاب الٰھی کے آغاز کی وجہ بھی بیان کی ھے ، یہ مضامین ایسے ھیں جو نہ تفسیر طبری میں ھیں اور نہ تفسیر کشاف میں ، یہ واقعہ ھے زمخشری نے اشتقاق لغت ، اعراب اور اعجاز القرآن بیان کرنے میں جو محنت کی ھے وہ دوسری تفسیروں میں نہیں - ساتھ ھی مختصر طور پر فقھی مذاھب بھی بیان کرتے گئے ھیں اور انھی خصوصیات کی بنا پر انکی تفسیر زندہ جاوید ھے - امام ماتریدی نے اشتقاق الفاظ اور لغوی اصطلاحات کے ساتھ زیادہ توجہ فقھی مسائل کی توضیح میں صرف کی ھے اور خاص طور پر حنفی مسلک کی ترجیح کے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ھیں، اور یہ خصوصیت اتنی نمایاں طور پر کسی دوسری تفسیر میں نہیں ملتی -

تفسیر کے نسخے

پہلے بیان کیا جاچکا ھے کہ اس تفسیر کے چند نسخے استامبول اور بانکی پور انڈیا ، کی لائبریریوں میں موجود ھیں ، سورۂ فاتحہ کی تفسیر اس نسخے کی تصویر پر مبنی ھے جو کتبخانہ کوپریلی میں رقم ٤٧ کے تحت استامبول میں محفوظ ھے اور ساتویں صدی کا لکھا ھوا ھے ،

مکتبۂ حمیدیہ (رقم ۳۰) اور مکتبۂ آغا بشیر (رقم ۹) ، استانہ (استامبول) کے علاوہ حسب ذیل کتبخانوں میں بھی اسکے نسخے ملتے ھیں :

(۱) نیشنل لائبریری ، بانکی پور ، رقم ۲۹٤ ، ساتویں صدی کا لکھا ھوا نسخہ ھے ،

(۲) مکتبۂ محمودیہ (تذکرۃ النوادر ص ۱۷) -

(۳) مکتبۂ الحرم المکی ، (ایضا) ،

* * * *

آج اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے : کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد ہونے کے باوجود اقوام عالم میں انکی حیثیت ایک نہایت پس ماندہ قوم کی ہے ؟ اور یہ قوم کسی طرح بھی کسی میدان میں نمایاں نہیں ، اسلامی حکومتیں بھی ہیں ، مختلف اسلامی ممالک میں پٹرول اور دوسرے معدنیات کی فراوانی بھی ہے ، بحراطلانتک سے لیکر بحرالکاہل میں انڈونیشیا اور فلپائن کے جزائر تک مسلمانوں کی آبادیاں اور حکومتیں ہیں ، باوجود ان حقایق کے مسلمان حکومتیں ہر طرح مغربی یا اشتراکی اقوام کے زیر بار احسان ہیں ،

جو اب میں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کم و بیش اسلام کے نام لیوا، الاماشاء اللہ، آج برائے نام اسلام سے نسبت رکھتے ہیں، قرآن حکیم کی تعلیمات کو یہ بھلا چکے ہیں ، اور آج مغربی ثقافت کا بھوت ان کے سر پر اسقدر سوار ہے کہ عموماً اسلامی تعلیمات اور اسلامی احکام کو ناقابل عمل اور فرسودہ سمجھتے ہیں ، جسکا نتیجہ ہے کہ ہر طبقے کا مسلمان ، چاہے وہ حکمران اور مالدار ہو ، یا محکوم و نادار ، پرانی تہذیب کا گرویدہ ہو یا نئی تہذیب کا خوگر ، مدارس کا سندیافتہ ہو یا جامعات کا تعلیمیافتہ ، شہری ہو یا دیہاتی سب کے سب کم و بیش مغربی اقدار کے حامل ، اور اسلامی احکام سے غافل ہیں ان میں حلال و حرام کی تمیز باقی رہی ہے نہ حق و ناحق کی تفریق ، اور جب یہ بنیادی باتیں نہ ہوں تو تبلیغ ، اسلامی تعلیم ، اور ظاہری عبادات بیکار ہو کر رهگئی ہیں ، اصل روح جو اللہ کا خوف ہے اور جسے تقوی کہا گیا ہے نہ ہو تو پھر نام کا مسلمان نہ حرام و منہیات سے پرہیز کرسکتا ہے نہ رشوت ، چوربازاری اور دوسرے ذمائم سے احتراز کرسکتا ہے ، اور ایسے افراد پر مشتمل معاشرے میں نہ انصاف و عدل ہوسکتا ہے نہ نظم و نسق ، سارا شیرازہ انتشار و اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے اور ہر طرف لوٹ کھسوٹ اور رشوت و استحصال کا بازار گرم ہوجاتا ہے ، پھر نہ اخلاق فاضلہ کا وجود ملتا ہے اور نہ ظاہری نماز روزہ ، ظاہری دینداری لوگوں کو رشوت خیانت اور دوسری برائیوں سے بچاسکتی ہے ،

آج اگر ہم میں پھر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اسلام نام ہے احکام خداوندی کے بجا لانے کا ، اور ان خداوندی احکام میں صرف نماز روزہ اور حج ہی نہیں ہیں، بلکہ فرائض خمسہ کے ساتھ ایثار و رواداری برتنا ، دوسروں کے حقوق کی نگہداشت ، حق تلفی ، تعصب دینی ، رشوت ، چور بازاری ، خیانت و جرائم اور ہر قسم کے استحصال سے بچنا بھی داخل ہیں ، تو نہ صرف یہ کہ ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے اور لوگ آرام اور خوشی کی زندگی بسر کرنے لگیں، بلکہ ایسے افراد پر مشتمل جو معاشرہ وجود میں آئیگا، وہ باوجود قلیل ہونے کے سارے عالم اور اقوام عالم کا رہنما بن جائیگا ، یہی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے قول 'لها ما کسبت، وعلیها ما اکتسبت کی، ہر نفس کو اس کے اچھے اعمال کا نیک بدلہ ملیگا اور ہر نفس کو اسکے برے اعمال کا برا خمیازہ بھگتنا پڑیگا ،

سورۂ فاتحہ کی تفسیر ، امام الہدی ابو منصور ماتریدی کی تاویلات اہل السنہ سے ماخوذ قارئین کرام کے لئے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی جاتی ہے ، اس امید کے ساتھ کہ اللہ جل شانہ، اپنے کلام کی برکت سے امت مسلمہ کو پھر توفیق دے کہ کتاب الہی کے احکام کو اپنا لائحۂ عمل بنائیں ، اور اسلام کے ان قوانین پر عمل کرنے لگیں جنکو پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدی پیشتر دنیا کے سامنے پیش کیا اور جن کو عمل میں لا کر عرب کے گڈریے مسند حکومت کے مالک اور اقوام عالم کے سلطان بن گئے ، وباللہ التوفیق ، واللہ اعلم و ہو خیر رفیق ،

کمترین

محمد صغیر حسن معصومی

ڈائرکٹر

ادارۂ تحقیقات اسلامی،

اسلام آباد

اگست ۱۹۷۱ ع

جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ